

مولانا مجاہد الحسنی مدظلہ ، فیصل آباد

انہدام بابری کے بعد کشمیر میں حضرت عیسیٰؑ اور مری میں مریمؑ کی قبروں کا شوشہ اور کشمیر میں اسرائیلی کمانڈوز کی آمد، یہودی سازش کا حصہ

اسلام کے دور اول سے ہی یہود و نصاریٰ کی مشترکہ کوشش رہی ہے کہ امت مسلمہ کو نقصان پہنچانے اور دین اسلام کی ہم گیر مقبولیت اور وسعت پذیری کے سد باب میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کیا جائے، خاص طور سے مدینہ منورہ اور اس کے گرد و فواح میں آباد یہودی قبائل نے اس دور کے عیسائی حکمرانوں کے ساتھ مل کر حضور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو نقصان پہنچانے اور اسلام کا راستہ روکنے کے لئے جو جو خطرناک پروگرام بنائے اور گھناؤنی سازشیں کیں، تاریخی کتب کے اوراق ان سے بھر پور ہیں، امت مسلمہ کے خلاف یہود و نصاریٰ کے خوفناک منصوبوں اور ان کی اسلام دشمن شب و روز سرگرمیوں سے تنگ آ کر حکم الہی کے مطابق ایک سال کی مہلت کے بعد تمام غیر مسلموں کا حدود حرم میں داخلہ ممنوع قرار دے دیا گیا اور پھر حضور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مجبوراً یہ اعلان کرنا پڑا کہ

اخرجوا اليهود والنصارى من جزيرة العرب۔

”یہود و نصاریٰ کو جزیرہ عرب سے نکال باہر کیا جائے“

امت مسلمہ اور ممالک اسلامیہ کے خلاف ان یہود و نصاریٰ کے خطرناک منصوبوں اور گھناؤنی سازشوں کے سلسلے کی تازہ ترین کڑی سرزمین مقبوضہ کشمیر میں بھارتی دشمنان اسلام کے تعاون کے ساتھ اسرائیلی یہودی کمانڈوز کی آمد ہے، جن دنوں فرزند اسلام کی تاریخی بابری مسجد کو بھارتی اسلام دشمن ہندوؤں نے رام مندر کا فرضی استھان (مقام) قرار دے کر منہدم کر دیا تھا، اور اس ناجائز اقدام اور اپنی مقدس عبادت گاہ مسجد کو بچانے کی خاطر رکاوٹ بننے والے ہزاروں مسلمان خاک اور خون میں تڑپا دیئے گئے تھے، نیز گجرات، کاٹھیاواڑ کے علاقہ احمد آباد، سورت وغیرہ خوشحال اور معاشی طور پر ترقی پذیر مسلمانوں کو زندہ جلا کر ہضم کر دینے اور ان کے تجارتی و صنعتی مراکز نذر آتش کر کے راکھ کا ڈھیر بنادینے کے لرزہ خیز واقعات ہمہ گیر ہیں۔ ٹھیک انہی دنوں مقبوضہ کشمیر میں مسلمانوں کے مقدس مقام خانقاہ حضرت بل (سرینگر) کو حضرت مسیح عیسیٰؑ کی قبر، بابائے امت، حضرت ابراہیمؑ اور حضرت مریؑ کا مقبرہ قرار دینے کا شوشہ

چھوڑنا یہود و نصاریٰ کی گھناؤنی سازش اور اسی خطرناک منصوبے کا حصہ ہے جو فرنگیوں نے اپنے خود کاشتہ پودے فتنہ قادیانیہ کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کی معرفت یہ ڈھونگ رچایا تھا کہ سری نگر کے محلہ خانیاں میں واقع خانقاہ ید نصیر الدین خانیاں کے احاطے میں حضرت عیسیٰ مدفون ہیں۔ برصغیر میں عیسائیوں کے دور حکومت میں یہ شوشہ اس لئے وضع کیا گیا تھا تا کہ اس کی بناء پر ایک صحت افزاء جنت نظیر مقام عیسائیوں کا ایک مقدس مقام قرار پائے اور یہودی ریاست اسرائیل کی طرح اس علاقے میں عیسائی ریاست معرض وجود میں لائی جاسکے۔

اس سلسلے کی قابل ذکر بات یہ بھی ہے کہ ”عیسیٰ در کشمیر“ کے زیر عنوان قادیانیوں کی طرف سے ایک کتابچہ بھی شائع کیا گیا تھا اور ۱۹۳۱ء میں جب ایک کشمیری سپاہی نے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے مسلمان سے قرآن مجید پھین کر زمین پر پھینکنے کے بعد اسے ٹھڈے مار کر ورق ورق کر کے سخت توہین کی تھی تو کشمیری مسلمان مشتعل ہو کر سراپا احتجاج بن گئے تھے۔ کشمیری مسلمانوں کا یہ احتجاج ایک تحریک کی شکل اختیار کر گیا، نہتے کشمیریوں پر مہاراجہ کے ظالم سپاہیوں نے گولیوں کی بوچھاڑ کر کے خون کی ندیاں بہا دیں اور لاشے بڑا دیئے تھے، کشمیر کی نازک صورتحال کے پیش نظر تمام اقبال کی حسب ہدایت ایک کشمیر کمیٹی تشکیل دی گئی جس میں مرزا بشیر الدین محمود قادیانی بھی آگئے تھے۔

ان دنوں قادیانیوں کی طرف سے یہ پروپیگنڈا مہم تیز تر ہو گئی تھی کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیبی مرطے سے گزر کر زخمی حالت میں سفر اختیار کر کے خفیہ طریق سے سری نگر میں آ گئے تھے جنہیں ”بعد الموت“ یہاں دفن کر دیا گیا تھا لہذا اوقات مسیح کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کی سورۃ نساء میں فرمایا ہے

ما قتلوه و ما صلبوه (۱۵۹) ”مسیح عیسیٰ علیہ السلام کو نہ کسی نے قتل کیا اور نہ ہی انہیں صلیب پر لٹکایا گیا ہے بلکہ انہیں اللہ نے اپنی جانب اٹھالیا ہے۔“

نیز مختلف احادیث الرسول ﷺ میں بھی مسیح عیسیٰ علیہ السلام کی بابت رفع الی السماء یعنی آسمان کی جانب اٹھائے جانے اور قرب قیامت کو دمشق میں ان کے نزول اور آمد کا ذکر موجود ہے اور پوری امت مسلمہ اس کی صداقت کا عقیدہ رکھتی ہے۔ بہر نوع علامہ اقبال کو چند ارباب فہم و فراست نے قادیانیوں کی مذہبی اور سیاسی ریشہ دوانیوں اور خفیہ سرگرمیوں سے آگاہ کیا تو علامہ صاحب نے کشمیر کمیٹی توڑ کر علیحدگی اختیار کر لی تھی جہاں تک خطہ کشمیر سے متعلق بعض تاریخی کتب کے حوالہ جات کا تعلق ہے جن میں سے مشہور مورخ خواجہ محمد اعظم دیدہ مری کی تاریخ میں ایک بادشاہ زادہ ”یوزاسف“ کا حوالہ دیا گیا ہے یہ اگر مسیح عیسیٰ علیہ السلام کی شخصیت ہوتی تو بادشاہ زادہ کس مناسبت سے لقب دیا گیا تھا؟ اسی طرح مورخ کشمیر محمد دین فوق اور کلیم اختر نے بھی اپنے مفصل مضامین میں ثابت کیا ہے کہ وادی کشمیر میں یوزاسف نامی یا عیسیٰ نامی مدفون کوئی بھی شخص مسیح عیسیٰ علیہ السلام ہرگز نہیں ہے اور تاریخ حسن کا مصنف پیرزادہ حسن شاہ نے اہل تشیع کے عقیدے کے حوالے سے یوزاسف کو امام مہر صادق کی اولاد میں سے قرار دیا ہے۔

اس طرح لکھنے والے قلم کے زور سے جو بھی جھوٹی کہانیاں وضع کر لیں اور افسانے تراش لیں حضرت مسیح مسیح کی وفات ثابت کر سکتے ہیں اور نہ ہی دمشق میں ان کے نزول سے قبل ان کا دفن کشمیر یا کسی دوسرے مقام پر ثابت کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

باقی رہی پاکستان کے صحت افزاء مقام مری میں حضرت مریم کی قبر کی نئی تحقیق کی بات تو محض مری نام سے مریم مراد لینا اگر درست ہے تو امریکی ریاست ”میری لینڈ“ کی بابت ان کی کیا رائے ہے؟ جو پوری سرزمین ہی ”میری“ کے نام سے منسوب ہے اگر ہزاروں برس کی تحقیق کے بعد ایک عیسائی محقق سفر زانی میری اوسن کا قلم مری پر آ کر رک سکتا ہے تو کچھ عرصے بعد یہ محقق میری ہی مریم قرار پا سکتی ہے اور اس کی وصیت کے مطابق اس کا دفن میری لینڈ یوں نہیں قرار پا سکتا ہے۔

مجھے تو حیرت اس پر ہے کہ ایک جانب تو عیسائی محققین فخریہ انداز میں دعویٰ کرتے ہیں کہ انہور ۔۔۔ اپنے دین و مذہب اور کائنات کی علانیہ اور پوشیدہ ہر چیز کی بابت ایسی ایسی معلومات حاصل کر لی ہیں کہ دنیا میں کسی اور کو ان تک رسائی نہیں ہے اور دوسری جانب حال یہ ہے کہ انہیں دو ہزار سال گزرنے کے باوجود ابھی تک یہ پتہ نہیں چل سکا کہ ان کے نبی و رسول حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ حضرت مریم علیہا السلام کی قبر کہاں واقع ہے؟ جو قوم اپنے نبی اور اس کے خاندان کی بابت صحیح معلومات نہیں رکھتی بلکہ شکوک و شبہات میں مبتلا ہوا ہے دنیاوی اور سیاسی معاملات میں کوتاہ فکر و نظر نہ قرار دیا جائے تو اور کیا ہو؟

بریں عقل و دانش بباہد گریست

﴿بقیہ صفحہ ۲۶ سے﴾ میڈیکل وغیرہ وغیرہ کے لحاظ سے بھی مختلف شعبہ ہائے زندگی کے اطوار و عرف سے واقفیت کو بھی شامل کر لیا جائے تو بات اور زیادہ دشوار اور پیچیدہ ہو جائے گی۔

کسی فرد واحد میں اتنے علوم و فنون اور معلومات کا جمع ہو سکتا ناممکنات سے ہے۔ قدیم فقہاء و محدثین کا لحاظ سے تجزی فی الجہتہ کے عنوان سے اس کا حل پیش کیا ہے یعنی ایک شخص ایک شعبہ (مثلاً تفسیر یا حدیث) میں اجتہاد کی اہلیت سے بہرہ ور ہے اور دوسرا شخص دوسرے شعبہ علم میں۔ تو یہ صورت جمہود فقہاء کے نزدیک قابل قبول ہے اور اگر تجزی فی الجہتہ کو نکل کے جس شعبہ میں اجتہاد کیا جا رہا ہو (کے نقطہ نظر سے بھی تسلیم کر لیا جائے۔ تو معاملات میں توسع و تنوع کا دائرہ مزید وسیع ہو جائے گا اس طرح ایک ملک یا متعدد مسلم ممالک کے علماء و فقہاء کا مل کر اجتماعی اجتہاد کر کے مسائل کا حل دریافت کرنا چنداں مشکل نہیں ہوگا۔ اس سے نہ صرف وقت کی اہم ترین ضرورت پوری ہوگی بلکہ یہ حضرات پوری ملت اسلامیہ کے علم و فضل کے لیے بہترین نمونہ بنیں گے اور ان کی پوری انسانیت کے محسن قرار پائیں گے۔